مولانا ارشاد الحق اثری　　　قسط ۸

مولانا شمس الحق عظیم آبادیؒ

۷۔ الکلام المبین فی الجہر بالتامین ۔ یہ رسالہ آمین بالجہر کے مسئلہ پر ہے۔ مولانا ڈیانوی نے التعلیق المغنی (ص۳۳۲ ج۱) میں خود اس کا ذکر ہے ۔ جو دراصل مولوی محمد علی مرزا پوری کے رسالہ القول المتین فی اخفاء التامین کا جواب ہے ۔ یہ رسالہ ۴۴ صفحات پر مشتمل ہے جس میں مرزا پوری صاحب کے اعتراض کو "قولہ" سے نقل کر کے "اقول" سے اس کا جواب دیا گیا ہے۔ یہ رسالہ ۱۳۰۳ھ میں مطبع انصاری دہلی سے طبع ہوا تھا۔ محدث ڈیانویؒ کے علاوہ مولانا محمد سعیدؒ بنارسی اور مولانا ابوالمکارم محمد علی المتوفیؒ نے بھی القول المتین کا جواب لکھا ہے۔ اس موضوع پر ہمارے ہندی علماء نے خاصی طبع آزمائی کی ہے۔ اور اس مسئلہ میں فریقین نے ایک دوسرے کی تردید میں رسالے لکھے ہیں۔ اس سلسلہ میں علمائے احناف کی وکالت علامہ نیمویؒ نے بڑے شدومد سے کی ہے۔ حالانکہ ان کے استاذ محترم مولانا عبدالحی لکھنویؒ نے اعتراف کیا ہے کہ "الانصاف ان الجہر قوی من حیث الدلیل" کہ انصاف کی بات یہ ہے کہ اونچی آواز سے آمین کہنا دلیل کے اعتبار سے قوی ہے ۔ التعلیق الممجد (صفحہ ۱۰۳) نیموی صاحب نے اس کے کفارہ کی لاکھ کوشش کی لیکن افسوس وہ ناکام گئے۔ سب سے پہلے انھوں نے "حبل المتین" کے نام سے ایک رسالہ لکھا جس کا جواب مولانا محمد سعید بنارسی مرحوم نے "السکین لقطع حبل المتین" کے نام سے دیا جو ۱۳۱۹ھ میں ۴۰ صفحات میں مطبع سعید المطابع سے شائع ہوا۔ جس پر محدث ڈیانوی نے تقریظ لکھی ۔ اس کے جواب کی نیمویؒ صاحب نے کوشش کی "رد السکین" کے نام سے ایک رسالہ لکھا جو ۱۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ اور ۱۳۱۲ھ میں لکھنؤ سے طبع ہوا تھا۔ جس کا جواب مولانا بنارسیؒ نے "سیف الموحدین" کے نام سے لکھا۔ اس کا جواب مولانا محمد قاسم ابوالبقاء عظیم آبادی نے "تردید السیف" کے نام سے دیا۔ جس کا جواب الجواب پھر بنارسی صاحب نے "رد التردید" کے نام سے دیا۔ علامہ نیمویؒ نے پھر اس کا جواب

"ردالرد" کے نام سے لکھا تو اس کا جواب پھر مولانا بنارسیؒ نے "الود لود الرد" کے نام سے جو ۱۳۱۵ھ میں چند صفحات پر مشتمل مطبع گردید سے طبع ہوا۔ اس موضوع پر دیگر اہلِ علم نے بھی رسائل لکھے ہیں مگر استیعاب مقصود نہیں۔

۸۔ **التحقیقات العلی باثبات فریضۃ الجمعۃ فی القری**۔ بستیوں میں جمعہ جائز ہے یا نہیں۔ اس موضوع پر بھی ہمارے ہندی علماء نے بڑی تفصیل سے بحث کی ہے اور فریقین نے ایک دوسرے کی تردید میں رسائل لکھے ہیں۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے مولانا رشید احمد گنگوہی نے ایک رسالہ بنام "اوثق العریٰ فی تحقیق جمعۃ فی القریٰ" لکھا۔ جس میں بستیوں میں جمعہ کے عدم وجوب کو مدلل کرنے کی کوشش کی۔ علمائے اہل حدیث کی طرف سے اس کے تین جواب شائع ہوئے (۱) "التجبیح فی القریٰ بنقض ما فی اوثق العریٰ" مؤلفہ مولانا مولابخش صاحب بڑاکری (۲) کسر العریٰ باقامۃ الجمعۃ فی القریٰ مولانا محمد سعید بنارسی (۳) ھدایۃ الوری الی اقامۃ الجمعۃ فی القریٰ مؤلفہ مولانا محمد علی صاحب اعظم گڑھی۔ مؤخر الذکر دونوں رسالے طبع ہوئے تو مولانا محمود الحسن صدر مدرس دارالعلوم دیوبند نے ان کا جواب "احسن القریٰ فی توضیح اوثق العریٰ" کے نام سے ان کا جواب دیا جو ۱۴۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ جس کا جواب الجواب مولانا عبدالرحمٰن بقا غازی پوری مرحوم نے "مُسَکّن یری فی بحث الجمعۃ فی القریٰ" کے نام سے دو حصوں میں دیا جو ۱۳۲۷ھ میں مطبع سعید المطابع سے شائع ہوا۔ علمائے احناف کی طرف سے اس مسئلہ کی تائید میں مولانا نیموی مرحوم نے بھی حسب عادت طبع آزمائی کی "جامع الآثار" کے نام سے ایک رسالہ لکھا جس کے دو جواب علمائے اہل حدیث کی طرف سے شائع ہوئے (۱) "المذھب المختار" مؤلفہ مولانا ابوالمکارم مرحوم جو کہ محدث ڈیانوی کی اعانت سے ۱۳۱۸ھ میں سعید المطابع بنارس سے طبع ہوا اور اس پر محدث ڈیانوی نے تقریظ بھی لکھی۔ (۲) "نور الابصار" مؤلفہ مولانا عبدالرحمٰن محدث مبارکپوری جو ۵۵ صفحات پر مشتمل ہے اور ۱۳۱۹ھ میں مطبع سعید المطابع بنارس سے مطبوع ہے۔ مؤخر الذکر کا جواب جب علامہ نیمویؒ نے "تبصرۃ الانظار" کے نام سے لکھا تو اس کا جواب الجواب محدث مبارکپوریؒ نے "ضیاء الابصار" کے نام سے دیا۔ اس موضوع پر مولوی احمد علیؒ پروفیسر صاحب نے ایک رسالہ "نور الشمعۃ فی ظھر الجمعۃ" کے نام سے لکھا تو اس کا جواب حضرت مولانا حافظ محمد عبداللہ صاحب نے "اطفاء الشمعۃ فی ظھر الجمعۃ" کے نام سے تین حصوں میں دیا۔ ردود کا یہ سلسلہ

بڑا وسیع ہے۔ ہم نے چند اہم کتابیں ذکر کرنے پر اکتفا کی ہے۔ اسی موضوع پر ہمارے محدث ڈیانویؒ نے دو رسالے لکھے ہیں جن میں سے ایک کا نام "التحقیقات العلیٰ" ہے جو دراصل تین سوالات کا جواب ہے۔ (۱) فرضیت جمعہ قصبات ودیہات میں ثابت ہے یا نہیں؟ (۲) کتب حنفیہ میں صلاۃ جمعہ کی جو شروط وقیود لکھی ہیں وہ احادیث صحیحہ سے مستنبط ہیں یا نہیں؟ (۳) ظہر احتیاطی جائز ہے یا نہیں؟ اس رسالہ میں ان سوالات کا نہایت شرح وبسط سے جواب دیا گیا ہے۔ یہ رسالہ پہلی بار مطبع احمدیہ پٹنہ سے ۱۳۰۹ھ میں طبع ہوا اور اسی سال مولانا نے یہ رسالہ لکھا تھا جیسا کہ کتاب کے آخر میں انھوں نے خود وضاحت کی ہے۔ یہ رسالہ اردو میں ہے اور ۲۵ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس مسئلہ کی گو اب چنداں ضرورت نہیں رہی جب کہ خود علمائے احناف بستیوں میں جمعہ کی نماز پڑھا رہے ہیں مگر نامعلوم بعض حضرات کو کیا سوجھی انھوں نے "اوثق العری" اور "القول البدیع" دو رسالے "گاؤں میں جمعہ کے احکام" کے عنوان سے پھر شائع کردیے بنا بریں محسوس کیا گیا کہ اہل حدیث نقطۂ نظر کی بھی وضاحت ضروری ہے چنانچہ استاذ العلماء حضرت مولانا عطاء اللہ صاحب بھوجیانی شارح سنن نسائی کے مشورہ سے ہماری جمعیت شبان اہل حدیث خالد آباد فیصل آباد نے یہی رسالہ "التحقیقات العلیٰ" اور اس کے ساتھ محدث مبارک پوری کا رسالہ "نور الابصار" اور "التجمیع فی القری بنقض ما فی اوثق العری" مؤلفہ مولانا بڑاگری صاحب شائع کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ یہ تینوں رسالے ۱۹۷۸ء میں طبع ہوئے جو کہ نعمانی کتب خانہ لاہور سے دستیاب ہیں۔

۹۔ **النور اللامع فی اخبار صلاۃ الجمعۃ عن النبی الشافع** ۔ اس کتاب کا ذکر خود مولانا ڈیانویؒ نے "التحقیقات العلیٰ" میں کیا ہے اور لکھا ہے "وفقنی اللہ تعالیٰ لاتمامہ کما وفقنی لابتدائہ وما ذلک علی اللہ بعزیز" مجموعہ نور الہدی (ص ۱۱۹) اس کے التعلیق المغنی اور عون المعبود میں بھی اس کا ذکر ملتا ہے۔ مولانا بنارسی نے اہلحدیث امرتسر میں اور مولانا ندوی نے نزہۃ الخواطر (ص ۱۸۰ جلد ۸) میں لکھا ہے کہ یہ کتاب مکمل نہیں ہوئی۔

۱۰۔ **غنیۃ الالمعی** ۔ یہ رسالہ تین سوالات کا جواب (۱) محدثین کی اصطلاح "لا یصح ھذا الحدیث" یا "لا یثبت ھذا الحدیث" میں کیا فرق ہے اور کیا یہ آپس میں مغایر ہیں یا ایک ہی معنی میں مستعمل ہیں؟ (۲) کیا سینہ پر ہاتھ باندھنے کی حدیث صحیح ہے؟ اگر صحیح ہے تو حافظ ابن حجرؒ کے اس قول کا کیا مطلب ہے کہ "علی صدرہ" کے الفاظ سفیانؒ سے بجز مؤملؒ بن اسماعیل کے اور کسی نے بیان نہیں کیے؟ (۳) میت کی طرف سے قربانی جائز ہے اور کیا اس کا ثواب میت کو پہنچتا ہے

یہ رسالہ انہی مسائل کی تحقیق و تنقیح پر مشتمل ہے اور قابلِ دید ہے۔ سب سے پہلے یہ رسالہ مطبع انصاری دہلی سے ۱۳۱۱ھ میں معجم صغیر للطبرانی کے ساتھ طبع ہوا جو کہ پندرہ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کے بعد دوسری بار ۱۳۸۸ھ میں شیخ عبدالرحمٰن بن محمد کی تصحیح و مراجعت سے المکتبۃ السلفیہ مدینہ منورہ سے معجم صغیر للطبرانی کے ساتھ ہی طبع ہوا۔ حیاۃ المحدث کے مرتب نے لکھا ہے کہ حضرت ڈیانوی کے ہاتھ سے لکھا ہوا یہ رسالہ خدابخش پٹنہ لائبریری میں موجود ہے۔ (حیاۃ المحدث ص ۱۹۵)

۱۱۔ رسالہ دررد تعزیہ۔ اس رسالہ کا نام نزھۃ الخواطر (ص ۱۸۰ ج ۸) میں رسالہ فی الرد علی الغرائح المتخذۃ من الخشب والثیاب اور ثقافت اسلامیہ ص ۲۴۴ "رسالہ فی ابطال الفرائح" ذکر کیا ہے اور اہلحدیث امرتسر میں مولانا بنارسی نے اس کا ذکر "رسالہ دررد تعزیہ" کے نام سے کیا ہے۔ یہ رسالہ مطبع سعید المطابع بنارس سے ۲۰ بڑے صفحات میں شائع ہوا ہے جس پر تاریخ طبع موجود نہیں۔ جو دراصل ایک فتویٰ کا جواب ہے کہ کیا تعزیہ بنانا کبیرہ گناہ ہے یا نہیں؟ یہ کام کرنے والے کے متعلق حکم شرعی کیا ہے اور اہلِ سنت میں جو حضرات اس فعل شنیع میں شریک ہوتے ہیں اس کے متعلق کیا حکم ہے۔ جس کا جواب ہمارے ہندی محدث نے بیس صفحات میں دیا ہے۔ پہلے انھوں نے تعزیہ کے بنانے کی ترکیب لکھی ہے کہ کس طرح کن چیزوں سے بنایا جاتا ہے۔ پھر اس کے متعلق حکم شرعی ذکر کیا ہے کہ یہ شرک اور بدعت ہے اور اس پر دلائل لائے ہیں اور آخر میں لکھا ہے کہ اہل سنت کو اصحاب تعزیہ سے اجتناب لازم ہے بلکہ ان پر انکار بھی ضروری ہے ورنہ روز قیامت انہی اشرار لوگوں میں سے اٹھائے جائیں گے۔ اس رسالہ پر متعدد علمائے کرام کے دستخط اور ان کے تائیدی بیان ہیں جنھیں شیخ الکل حضرت میاں صاحب دہلوی۔ مولانا تلطف حسین صاحب۔ مولانا شرف الحق ڈیانوی۔ مولانا نور محمد ڈیانوی۔ مولانا غلام رسول پنجابی، مولانا محمد حسین دہلوی۔ مولانا محمد سعید بنارسی خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ (ملخصاً من حیات المحدث ص ۱۹۵-۱۹۸)

۱۲۔ فضل الباری شرح ثلاثیات البخاری۔ اس کا ذکر مولانا عبدالسلام مبارکپوری نے حیاۃ البخاری (ص) میں کیا ہے اور حاشیہ میں مولانا عبیداللہ رحمانی نے لکھا ہے کہ یہ کتاب مکمل نہیں ہو سکی۔ اس رسالہ میں صحیح بخاری کی ان روایات کی شرح ہے جنھیں امام بخاری نے تین واسطوں سے ذکر کیا اور جو "ثلاثیات البخاری" کے نام سے مشہور ہیں جن کی تعداد باعتبار مکررات کے ۲۲ اور بحذف تکرار سے ۱۷ ہے۔ حیاۃ المحدث کے فاضل مرتب نے لکھا ہے کہ

افسوس ہمیں خدا بخش لائبریری میں بھی اس کا سراغ نہ مل سکا۔

۱۳- النجم الوہاج فی شرح مقدمۃ الصحیح لمسلم بن الحجاج۔ اس کتاب کا ذکر بھی مولانا عبدالسلام مبارکپوری نے حیاۃ البخاری (ص) میں کیا ہے۔ حیات المحدث کے مرتب مولانا محمد عزیر صاحب لکھتے ہیں کہ اس شرح کا ایک ناقص نسخہ خدا بخش لائبریری میں ہماری نظر سے گزرا ہے جو بڑے سائز کے ۴۰ صفحات پر مشتمل ہیں اور ہر صفحہ میں ۱۲ سطریں ہیں اور اس کے سرورق پر لکھا ہے کہ شاید اس کے محدث شمس الحق عظیم آبادی ہیں۔ مگر جب مبارک پور جانے کا اتفاق ہوا تو وہاں جناب حکیم عبدالسمیع صاحب کے ہاں مقدمہ مسلم کی شرح کا ایک نسخہ مولانا حافظ عبداللہ صاحب غازی پوری کے ہاتھ سے لکھا ہوا ملا۔ اور میں نے جب دونوں نسخوں کا مقابلہ کیا تو ان میں کوئی اختلاف نہ پایا جس سے میں اسی نتیجہ پر پہنچا کہ ایک نسخہ دوسرے سے منقولہ ہے اور یہ دراصل مولانا غازی پوری ہی کا مصنفہ ہے۔ مولانا ڈیانوی نے استفادہ کی خاطر مولانا غازی پوری کی اس کتاب کو نقل کرا یا ہوگا تاکہ مقدمہ مسلم کی شرح میں وہ بھی پیش نظر رہے اور یہ بات مسلمہ ہے کہ مولانا غازی پوری مرحوم نے "البحر المواج" کے نام سے مقدمہ مسلم کی شرح لکھی تھی۔ بنا بریں خدا بخش لائبریری کے نسخہ کو مولانا ڈیانوی کی طرف منسوب کرنا مشکل ہے۔ مولانا عبدالسلام مبارک پوری نے ذکر کیا ہے کہ "النجم الوھاج" مکمل شرح تھی مگر وا اسفاہ کہ اس کا کہیں سراغ نہ مل سکا۔ (ملخصا حیات المحدث ص۲۰۷-۲۱۰)

۱۴- نخبۃ التواریخ۔ محدث ڈیانوی نے سیر و تراجم پر بھی فارسی اور عربی میں متعدد کتابیں لکھی ہیں۔ ان میں سے ایک یہی "نخبۃ التواریخ" فارسی میں جس کا ذکر مولانا فضل حسین مظفر پوری نے "الحیاۃ بعد المماۃ" میں کیا ہے اور اس کی ایک طویل عبارت بھی نقل کی ہے۔ اسی طرح مولانا عبدالسمیع مبارک پوری نے بھی مقدمہ تحفۃ الاحوذی کے آخر میں اس کتاب کا ذکر کیا ہے اور مولانا شیخ حسین بن محسن انصاری اور حضرت میاں صاحب کے تراجم میں اس سے استفادہ کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب ان کی زیر نظر رہی ہے مگر حیات المحدث کے مرتب لکھتے ہیں کہ افسوس ہماری نظر آج تک اس کو دیکھنے کے لیے ترستی ہے۔

۱۵- نہایۃ الرسوخ فی معجم الشیوخ۔ خود ڈیانوی نے اس کا ذکر عون المعبود (ص جلد ا) میں کیا ہے۔ جس میں انھوں نے اپنے شیوخ کے حالات کو قلمبند کیا ہے۔

یہ کتاب بھی غیر مطبوعہ ہے بلکہ اس کا کہیں بھی نام ...

۱۶۔ الوجازۃ فی الاجازۃ۔ اس رسالہ کا ذکر "حیاۃ المحدث" کے علاوہ اور کسی ترجمہ نویس نے نہیں کیا۔ مولانا محمد عزیز صاحب نے لکھا ہے کہ خدا بخش پٹنہ لائبریری میں اس کے دو خطی نسخے میں نے دیکھے ایک تو خود محدث ڈیانوی کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے جو کہ بڑے سائز کے ۶ صفحات پر مشتمل ہے اور ہر صفحہ میں ۱۸ سے ۲۰ سطریں ہیں۔ مؤلف کے قلم سے اس کے حاشیہ میں جابجا زیادات ہیں اور سند کتابت جمادی الاولی ۱۳۲۷ھ ہے۔ اور دوسرا نسخہ اس سے منقولہ ہے۔ نسخہ اولی میں جو حواشی ہیں وہ متن کتاب داخل کر دیے گئے ہیں یہ نسخہ ۲۵ صفحات پر مشتمل ہے۔

اس رسالہ میں مولانا ڈیانوی نے اپنے شیوخ کی اسانید کو ذکر کیا ہے اور جب کوئی طالب علم آپ سے اجازہ طلب کرتا تو آپ انھیں یہ رسالہ بھیج دیتے۔ (حیاۃ المحدث ص ۲۱۷-۲۱۹ ملخصاً)

۱۷۔ ھدایۃ النجدین الی حکم المعانقۃ والمصافحۃ بعد العیدین۔ یہ رسالہ چھوٹے سائز کے ۱۶ صفحات پر مشتمل ہے جو کہ مطبع احسن المطابع پٹنہ سے شیخ ولی اللہ خاں کی عنایت سے طبع ہوا ہے۔ اصل رسالہ اردو میں ہے۔ عموماً تذکرہ نویسوں نے اس کا ذکر نہیں کیا۔ موضوع نام سے ظاہر ہے کہ اس میں عیدین کے بعد معانقہ و مصافحہ کے جواز و عدم جواز پر بحث ہے جو دراصل ایک سوال کا جواب ہے۔ مولانا محمد عزیز صاحب نے اس کی تعریب کر دی ہے جو کہ حیاۃ المحدث صفحہ ۲۲۰ - ۲۲۷ میں دیکھی جا سکتی ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ عیدین کے بعد مصافحہ و معانقہ بدعت ہے۔

۱۸۔ ھدایۃ اللوذی بنکات الترمذی۔ مولانا بنارسیؒ اور مولانا عبدالسلامؒ مبارکپوری وغیرہ نے اس کا ذکر کیا ہے۔ جس کا ایک ناقص خطی نسخہ خدا بخش پٹنہ لائبریری میں موجود ہے۔ محدث ڈیانویؒ نے "مقدمہ غایۃ المقصود" کی طرح یہ کتاب بھی سنن ترمذی کے لیے بطور "مقدمہ" تحریر کی تھی جسے انھوں نے حسب ذیل سات فصلوں میں تقسیم کیا ہے۔

(۱) ترجمۃ الامام الترمذی (۲) فی احوال کتابہ الجامع (۳) فی فوائد شتی (۴) تراجم شیوخ الترمذی (۵) ذکر شراح الترمذی (۶) ترجمۃ شیوخی (ای المؤلف) الذین اخذت عنھم ھذا الکتاب (۷) اسناد الکتاب منی (ای المحدث الدیانوی) الی المؤلف (الترمذی) مولانا محمد عزیز صاحب نے لکھا ہے کہ معلوم نہیں مولانا ڈیانویؒ اس کی تکمیل بھی کر پاتے تھے یا نہیں اس کا جو خطی نسخہ

خدابخش لائبریری میں ہے وہ صرف بڑے سائز کے بارہ صفحات پر مشتمل ہے اور ہر صفحہ میں ۲۱ سطریں ہیں جس میں پہلی تین فصلیں کامل ہیں اور چوتھی فصل ناقص ہے۔ محدث ڈیانوی کے رفیق حضرت مولانا عبدالرحمان شارح جامع ترمذی نے "مقدمہ تحفۃ الاحوذی" کا آغاز کیا جس کی تکمیل مولانا عبدالصمد صاحب مبارکپوری نے کی۔ یہ کتاب مطبوع ہے اور اہل علم سے خراج تحسین وصول کر چکی ہے بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ اس کی موجودگی میں "ھدایۃ اللوذعی" کا احتیاج باقی نہیں رہتا۔

۱۹۔ غایۃ البیان فی حکم استعمال العنبر والزعفران۔ اس رسالہ کا ذکر خود محدث ڈیانوی نے عون المعبود (ص ۷۷۔ ج ۲) میں کیا ہے اور لکھا ہے "فان شاء لی سأفصل الکلام علی الوجہ التام فی ھذہ المسئلۃ فی رسالۃ مستقلۃ اسمیھا بغایۃ البیان فی حکم استعمال العنبر والزعفران" کہ اگر میرے رب نے چاہا تو اس مسئلہ پر ایک مستقل رسالہ میں بحث کروں گا جس کا نام "غایۃ البیان" رکھوں گا لیکن نامعلوم حضرت ڈیانوی اس عزم کو عملی جامہ پہنا سکے یا نہیں۔ (جاری ہے)

پندرھویں صدی ہجری کے آغاز پر ایک ایمان افروز تحفہ!

اُردو زبان میں پہلی مرتبہ

خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صد سے زائد صحابیات کے تذکار جمیل پر مشتمل ایک لافانی کتاب

تذکارِ صحابیات رض

▪ سیرت، تاریخ، تحقیق اور ادب کا نہایت حسین امتزاج، نامور مؤرخ اور ادیب طالب ہاشمی کے قلم سے! خورشید رسالت ﷺ کی ان عالمتاب کرنوں کے تذکرے پڑھ کر آپ کا مشامِ جان معطر ہو جائے گا ——!

▪ خود پڑھیئے ▪ اپنے اہلِ خانہ کو پڑھائیے ▪ بچیوں کو تحفہ میں دیجئے۔

بڑا سائز، ضخامت ساڑھے پانچ سو صفحات، دیدہ زیب کتابت، طباعت ؛ مجلّد قیمت ۴۵/۰۰ روپے

ادارۃ الحسنات (نزد چونگی) ملتان روڈ، لاہور